

کٹھن، مگر رفیقانہ

نمبر 3379

ایک خطبہ

شائع شدہ بروز جمعرات، 6 نومبر 1913

ایماندار خادم سی۔ ایچ۔ اسپرژن کی طرف سے بیان کردہ

میٹروپولیٹن عبادت خانہ، نیونگٹن میں

پھر یوسف نے حکم دیا کہ اُن کے بورے غلہ سے بھرے جائیں، اور ہر ایک کا روپیہ اُس کے بورے میں واپس رکھ دیا جائے، ”اور اُنہیں راہ کے لیے توشہ دیا جائے۔ چنانچہ اُس نے اُن کے ساتھ ایسا ہی کیا۔“

پیدائش 25:42

ایک بے شمار ہجوم دُنیا کے گوشہ گوشہ سے مصر اُترا تاکہ غلہ خریدے۔ ان میں سے اکثر کو یوسف نے کبھی نہ دیکھا۔ اور بہتوں کو اُس کے روبرو لایا گیا۔ مگر میں نہیں پاتا کہ وہ سب کے ساتھ سختی سے پیش آیا ہو، سوائے اپنے ہی بھائیوں کے۔ تم کہو گے ”عجیب!“ اور اگر کہانی کا انجام نہ جانتے تو یہ نہ فقط عجیب بلکہ ظالمانہ سا بھی دکھائی دیتا۔ تم ایسی بات کی توجیہ نہ کر سکتے۔

یہی حال خُدا کی مشیت کے طریقہ کا بھی ہے۔ ہزاروں انسان اس دُنیا میں بستے ہیں اور سب کے ساتھ خُدا حکمت کے موافق برتاؤ کرتا ہے۔ ہم سب کسی نہ کسی پیمانہ میں دُکھ سہتے ہیں، کیونکہ ”آدمی مصیبت کے لیے ہی پیدا ہوا ہے جیسے شرارے اوپر کو اُڑتے ہیں۔“ کچھ اوروں سے زیادہ مصیبت اُٹھاتے ہیں، اور اکثر یہ وہی ہوتے ہیں جو خُداوند کو نہایت پیارے ہیں۔ اگر کوئی شخص چھڑی سے بچ نکلے، آسمانی بادشاہی کے سچے فرزند اُس سے کبھی مخلصی نہیں پاتے۔

بعض گناہ کرتے ہیں اور خوشحال رہتے ہیں، پر صادق جب گناہ کرے تو سزا پاتا ہے۔ شریروں کو اجازت ہے کہ ذبح کے لیے فرہ ہوں، یہاں تک کہ اُن کی موت میں بھی کوئی بندش نہ ہو۔ اُن کی قوت مضبوط ہے، وہ اوروں کی مانند مصیبت میں نہیں پڑتے، اور نہ اوروں کی مانند مارتے ہیں۔ لیکن خُدا کے لوگوں کے لیے ایک پیالہ بھرا ہوا دُکھ اُن پر انڈیلا جاتا ہے۔ بڑی مُصیبتوں کے وسیلہ سے وہ بادشاہی کے وارث ہوتے ہیں۔ اُن کے لیے یہ خاص وعدہ ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ ”دُنیا میں تمہیں ”مصیبت ہو گی۔“

اب اگر ہم خُداوند کے انجام کو نہ جانتے، اور اُس کے عظیم مقصد کو نہ سمجھتے، کہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ ایسا کیوں کرتا ہے، تو یہ ایک عجیب اور ناقابلِ فہم راز معلوم ہوتا کہ جو سب سے زیادہ محبوب ہیں وہی سب سے زیادہ مصیبت میں ہیں، اور حکمران نجات دہندہ کے بھائی وہی ہیں جن کے ساتھ وہ سختی کرتا ہے۔ دوسرے اپنے بورے بھرے ہوئے لے کر چلے جاتے ہیں — یقیناً یہ بھی بھرے ہوئے پاتے ہیں اور زیادہ بھی، مگر یہ اُس وقت تک روانہ نہیں ہوتے جب تک کہ اُن کے اور بھائی کے درمیان—جو اُنہیں بے انتہا محبت کرتا ہے—کچھ کٹھن اور تلخ کلامی نہ ہو۔

پس یہ قاعدہ باندھ لو کہ خُدا کے خادم اپنے اقا کی طرف سے سختی کا سامنا کریں گے، اور مسیح کے بھائیوں کو یہ بات قبول کرنی ہوگی۔ اب میں چند باتیں پیش کرنے کو ہوں، جو شاید خُدا کے اُن بندوں کے لیے تسلی بخش ہوں جو مصیبت میں ہیں۔

—پس متن اور اُس کے گرد و نواح سے میں یہ حقیقت پاتا ہوں

I

جب خُداوند بڑے انعامات دینے کو ہوتا ہے، تو اکثر اُن کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے جو اُن کے وارث ہونے کو ہیں۔

یوسف اپنے بھائیوں کو برکت دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کے دل میں اُن کے لیے شاہی سخاوت کی عظیم ترین ارادے تھے، مگر پہلے وہ اُن کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ جب خُداوند یسوع مسیح اپنی کلیسا کو اپنے ہزار سالہ جلالی حکومت میں آخری اور اعلیٰ نعمت عطا کرنے آئے گا، تو پہلے کچھ زرد بطریاں باہر نکالی جائیں گی۔ جنگیں اور جنگوں کی افواہیں ہوں گی۔ آسمان و زمین ہل جائیں گی—بڑی مصیبت، قحط، وبائیں اور زلزلے۔ جتنا عظیم اعزاز ہو گا، اتنا ہی عظیم آزمائش پہلے رہے گی۔ اسی طرح ہماری اپنی روحوں کے ساتھ بھی ہے۔ جب خُداوند یسوع مسیح نے ہمیں بچانے اور ہمارے گناہوں کے بخشش کے شعور سے نوازنے کا ارادہ کیا، تو اس نے پہلے ہمیں ہماری بدکاری کا قائل کیا۔ اس نے ہماری خودراہ نمائی کو سخت ضربیں دیں۔ وہ ہمیں خاک میں لٹا دیا اور گویا کیچڑ میں گھسیٹتا رہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہمیں قدم تلے روند کر روندتا ہے، ہر امید کو مسمار کرتا ہے اور ہر محبوب توقع کو تباہ کرتا ہے۔ یہ سب اسی لیے تھا کہ ہمیں خود راستبازی سے الگ کیا جائے، ہمارے

ریشے سے کھینچ کر جڑوں سے اکھاڑا جائے، تاکہ ہم زمینی چیزوں پر لگ کر بڑھ نہ جائیں، بلکہ لازم کریں کہ ہم اپنے آرام کو صرف خون و راستبازی اُس میں پائیں اور اپنی جان کی زندگی پورے طور پر اسی سے مانگیں۔

وہ عظیم نعمت نجات، کم از کم ہم میں اکثر لوگوں کے لیے، گھنے بادلوں اور طغیاں کے ساتھ پیش ہوئی۔ ہم گناہ، راستبازی اور آنے والے حکم ایمانداری کا قائل ہوئے، اور ہمارا دل کانپا؛ اور بعد ازاں جب اُس نے ہمارے ساتھ سختی کی، تو اُس نے کہا: ”تیرے گناہ جو بہت ہیں، بخش دیے گئے ہیں؛ جا اور آرام پا۔“

پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہماری عمومی و مشترکہ تجربہ ہے کہ ہماری ربانی محبت کی خطوط اکثر سیاہ لفافوں میں آئیں، اور خاص کر رحمت کی بارش سے پہلے عموماً ایک طوفان آیا ہو۔ صاف چمک روشنی بارش کے بعد ہوئی ہے۔ جو جو سنبھلی لہریں آئیں وہ بہ کثرت جلال کے ساتھ آئیں، مگر پہلے جڑ بھی رہا۔ یوں اب تک ہمارے ساتھ ہمیشہ ہی رہا ہے۔

میرا خیال ہے کہ تجربہ کار مسیحی اپنی خوشی سے ڈرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنی برکتوں کی توقع اپنی مصائب سے لگاتے ہیں۔ جب بظاہر حالات خراب چلیں، وہ جانتے ہیں کہ حقیقت میں سب خیر ہے، اور جب بظاہر سب ٹھیک چلتا دکھائی دے تو ہم اکثر خوف میں آ جاتے ہیں اور ہر اُس نیکی کے لیے اللہ کا دکھنا ڈر رکھتے ہیں جو وہ ہمارے سامنے ظاہر کرتا ہے، اور ڈرتے ہیں کہ شاید مردہ سکون کے وقت ہمارے روحوں کے لیے کوئی شر آنے والا ہے۔

خدا اپنے بندوں کے ساتھ جب سختی کرتا ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟ کیا یہ سب انہیں ہوش میں رکھنے کے لیے نہیں؟ روحانی بلندیوں میں ہمارے نادار فطرت کے اندر ایک نشہ آور عنصر ہوتا ہے۔ ”تاکہ میں حد سے بڑھ کر مت بڑھ جاؤں“ کہا فرستاد نے، ”مجھے گوشت میں کانٹا دیا گیا، شیطان کا ایلچی جو مجھے ڈنڈہ مارے۔“ کبھی آزمائش رحمت سے پہلے آتی ہے، کبھی رحمت کے ساتھ، اور کبھی رحمت کے بعد، مگر عموماً آزمائش اور اعلیٰ روحانی خوشی اکٹھے رہتے ہیں، تاکہ جب تو ایک حاصل کرے تو دوسرے کے لیے بھی نظر کھول رکھ۔ یہ ہمیں ہوش میں رکھنے کے لیے ہے۔

یہاں ہمارے ہلتے ہوئے بحریہ کے بادبان پر روحانی اثر کا تیز جھونکا آیا۔ پھر کیا؟ اور کیوں؟ ہماری غریب کشتی جلد ہی اُلٹ جاتی، مگر خدا ہمیں مصیبت کے بوجھ سے وزن دے کر سمندر کی لہروں میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ ماسٹر بروکس ایک تمثیل دیتے ہیں، جس میں وہ دکھاتے ہیں کہ بہترین اور سب سے روحانی لذتوں میں بھی کتنا خطرہ موجود ہے—وہ کہتے ہیں، ”قرض کرو ایک آدمی اپنی بیوی سے اتنا محبت کرتا اور اُسے اتنے انگوٹھیاں، جواہرات اور بالی دیتا کہ وہ انہی چیزوں کی قدر کرنے لگی اور آہستہ آہستہ اپنی زیورات پر مر مٹنے لگی اور اپنے شوہر کو بھول گئی—اگر وہ اُن چیزوں کو لے لے تو تم اُسے الزام ”نہ دے سکو گے، کیونکہ اس کا مقصود اس کی خود محبت ہے، نہ کہ اپنے تحفوں کے لیے۔“

اب اس کے بجائے کہ وہ اُن چیزوں کو چھین لے جو ہمیں روحانی بربادی سے بچانے کے لئے درکار ہوں، خدا خوش ہوتا ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کو چیکر نما بنائے۔ وہاں روشن پٹیاں یا فضل کے آثار ہیں، اور پھر ہمارے دکھوں اور پریشانیوں کے کالے مربع۔ یوں ایک توازن برقرار رہتا—ہم متوازن رہتے ہیں—ہم سر کے اوپر سے بھاری نہ ہو پاتے۔ ہمیں خداوند کے راستوں میں محفوظ چلنے کی استطاعت ملتی ہے۔ یہی ایک سبب ہے کہ وہ سختی کرتا اور بیکرانہ طور پر برتاؤ کرتا ہے، تاکہ ہم ہوش میں رہیں۔

کیا یہ اسی طرح نہیں کہ وہ ہمیں خاکسار رکھے؟ جب خدا کا بچہ اپنے آپ کو زمین سے ایک اینچ بھی بلندی پر دیکھتا ہے تو وہ ایک اینچ زیادہ ہے۔ جب بھی خدا کا آدمی کہے، ”میں دولت مند ہوں اور چیزوں میں اضافہ پایا اور مجھے کچھ کی ضرورت نہیں،“ وہ روحانی دیوالیہ پن کے قریب ہے۔ جو لوگ زیادہ فضل میں ہیں وہی سب سے زیادہ مزید کی تمنا کرتے ہیں۔ جو اپنے اندر خلاء محسوس کرتے ہیں وہی سب سے نزدیک کمال کے ہوتے ہیں—وہ لوگ جو اپنی بھرپائی خود میں نہیں پاتے بلکہ مسیح یسوع پر پاتے ہیں۔

بھائیو، یعقوب کے وہ دس بیٹے ضرور اپنی اہمیت کے بخارات کو محسوس کرتے ہوں گے جب یوسف نے انہیں قید کر دیا۔ یہاں وہ ”سچے لوگ“ تھے، جیسا کہ انہوں نے کہا، ”ایک آدمی کے بیٹے،“ مگر نہ باپ کا کوئی احترام رہا اور نہ ان کی نسلی عظمت کا خیال رکھا گیا۔ انہیں جاسوسوں کی مانند قید کیا گیا، جن کا انجام عموماً انتہائی حقیر ہوتا ہے۔

اب وہ اپنے آپ کو اس روش میں دیکھنے لگتے ہیں جو وہ سفر کے آغاز میں اپنے پیسوں ہاتھ میں لے کر اپنے غلہ کی قیمت دینے کے وقت نہ کرتے تھے۔ جب داخل ہوئے تو وہ شرف تاجر لگتے تھے، مگر طویل عرصہ کے بعد وہ اپنے آپ کو فقیر محسوس کرنے لگتے، اور بہتر یہ کہ وہ اپنے قصور کو یاد کرنے لگتے۔ وہ یاد کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھائی کے بارے میں واقعی قصور وار تھے۔ اور خدا کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے بارے میں بڑے خیالات نہ پالیں۔ میں بطور ناظر یہ ہمیشہ دیکھتا آیا ہوں کہ جب بھی کسی خادم خدا کو بڑائی نصیب ہوتی ہے، خدا اسے تکلیف دیتا ہے۔ میں نے کبھی ایسا بھائی نہ دیکھا جو وزارت

یا کہیں اور خوشحال ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ رفاقت میں شامل ہونے کے لیے بہت بڑا ہو گیا ہو—ایسا آدمی دیر تک قائم نہ رہ سکا—وہ غبارہ نیچے آ گیا—وہ بلبہ جلد پھٹ گیا۔

انتہائی قدوسیت کا دعویٰ عموماً سب سے المناک بگاڑ میں ختم ہوا، اور قلبی تکبر جو ہنر یا کامیابی کی وجہ سے ہوتا ہے، عموماً ذلت اور شرم کی طرف لے گیا۔ لہذا رب العالمین، جو نہیں چاہتا کہ ہم حد سے بڑھ کر بڑھ جائیں، ہم پر سختی کہتا ہے تاکہ ہمیں نہ صرف ہوش میں رکھے بلکہ خاکسار بھی کرے۔

وہ ہمیں سختی کیوں دکھاتا ہے؟ کیا یہ ہمیں اُس کے پاس آنے کی ایک اور وجہ نہ دے دیتا؟ یعقوب کے بیٹے دوبارہ مصر نہ آئے۔ وہ کہہ سکتے تھے، ”ہم بھوک مرنا پسند کریں گے بہ نسبت اس کے کہ ملک کے حکمران کے ہاتھوں بیل مچلی کی طرح سناٹے جائیں۔“ مگر جب سمعون قید میں ہے تو انہیں ضرور واپس جانا ہوگا۔ اُن کے پاس جانے کی وجہ ہے، اور اس وجہ نے انہیں برگز ماننا پڑا، چاہے وہ ضد کریں۔ اے خدا کے بچے، جب خدا تم پر اپنا رخ خوشی اور مسکراہٹ کرتا ہے تو وہ ساتھ ہی تمہیں ایک اسی قسم کی مصیبت بھی دیتا جو تمہیں دلی در پر کھینچے۔

اے! مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے ہی مبارک بات ہے کہ جب ہم خدا کے تخت پر کسی کام کے لیے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ رسم کے طور پر دعا کرتے ہیں، شاید وہ بھی اچھا ہے، مگر میرا ایمان ہے کہ کسی کے جانے جیسا دعا کرنے والا نہیں ہوتا جو کسی ضرورت کے سبب جاتا ہو۔ جو شخص مجبور ہے کہ خدا کے پاس جائے، وہ کچھ مانگنے کو لے کر جاتا ہے—اور خدا کی یہ سختیاں ہمیں گھنے اسباب دیتی ہیں کہ ہم اپنے گھروں میں بہت سجدہ کریں، کہ ہم رحم والے باپ سے ہر ملا مانگیں کہ وہ ہمیں بربادی اور آزمائش سے نکال دے، اور کیا یہ ہمارے باپ کی مہر بانی نہیں کہ وہ ہمیں سختی سے پٹتا ہے تاکہ ہمیں دعا کے میٹھے فرض پر مجبور کرے؟

مزید برآں، بھائیو، کیا یہ نہیں لگتا کہ جب خدا اپنے بچوں کے ساتھ سختی کرتا ہے تاکہ انہیں برکت دے، تو وہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دیکھ لیں کہ وہ کتنے موقوف ہوں اُس برکت کے لیے؟ دیکھو، یعقوب کے بیٹے اب آسکتے تھے کہ یوسف انہیں عمر بھر کے لیے قید میں رکھ دے یا اُن کی جان لے لے، یا اگر چاہے تو خالی بوریوں کے ساتھ واپس بھیج دے کہ وہ بھوک سے مر جائیں۔ وہ پورے طور پر اُس کے ہاتھ میں تھے۔ اُن کے پاس باز رہنے کا کوئی راستہ نہ تھا، جیسے باز کے پنجے سے کبوتر کی کوئی قوت نہ بچ سکے۔

پس خدا چاہتا ہے کہ ہم جانیں کہ ہم پورے طور پر اور مطلق طور پر اُس کے ہاتھ میں ہیں، جیسا مٹی برتن بنانے والے کے ہاتھ میں مٹی۔ اگر وہ چاہے اپنا ہاتھ روک دے تو سارا جہاں اور سارا آسمان بھی ہماری مدد نہ کر سکے۔ اگر خدا نے تمہاری مدد نہ کی تو میں تمہیں کھلی چھت یا چگی کے طشت سے کیسے نکالوں گا؟ جب وہ رکا تو سارا جہاں بند ہو گیا—کوئی اور شراب کی بوتلیں نہیں جو تمہیں سیراب کر سکیں۔

اے خدا کے بچے، تم آج بھی اتنے ہی اس قدرتِ آسمان کے محتاج ہو جتنے تم پہلی بار ایمان لائے تھے۔ فضل میں بچہ خدا سے کم مشتمل نہیں ہوتا جتنا بالغ اور معزز مسیحی۔ ہماری جان مسیح کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری سانس اُس کی نُسوں میں ہے۔ اگر ہمارے طبیعی یا روحانی حیات کی بنیادیں الٹ جائیں، اور الہی قوت رُک جائے تو ہم روحانی اور جسمانی موت میں گر پڑیں گے۔ ہم اپنی راہ میں ٹانگے رہیں گے، خدا کے شعور کے سبب، مگر نہ کسی طاقت کی بنا پر جو ہم میں ہے، نہ ہماری ذاتی قدرت کے ذریعہ۔ یہ سب ختم ہو جائیں گے اور ہمارے روحانی رہبر کے راستے کی سختیوں میں کمزور پڑ کر مر جائیں گے۔ ہمیں لازماً بے پایاں قوت کے پھواروں سے اپنی مرادیں لینی ہونگی تاکہ ہم آخر تک چل سکیں۔

پس ہمیں سختی سے برتاؤ کرنا ہمیں دھواں دار بوتلوں کی مانند بناتا ہے—ہم خشک، سکڑ گئے اور خالی ہو جاتے ہیں—پھر بھی یہ ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ خدا ہمارے لیے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ضرورت میں لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو کچھ کیا گیا ہے، وہ اُس کی رحمت اور اُس کی خود مختاری سے کیا گیا، نہ کہ ہماری صلاحیت یا کسی مل کر کام کرنے والی مدد سے، بلکہ سب کچھ، مکمل طور پر اور اکیلے اسی کے بذاتِ ذات سے۔

اب اے خدا کے بچے، میں یہ نقطہ تم سے براہِ راست رکھتا ہوں، اور مزید کچھ نہ کہوں: کیا تم آج رات انتہائی گہرے دکھ میں ہو؟ کیا خدا کی لہریں اور بحر کی بلانیں تم پر گزر گئیں؟ کیا گہرائی گہرائی کو پکار رہی ہے اُس کے جھرمٹوں کے شور پر؟ تو پھر توقع کرو کہ ابھی سے کچھ عظیم برکت اس سے نکلے گی۔ جو پتھر لیڈر کے پیچھے پر ٹک کر تراشا گیا ہے وہ باربا کاٹا گیا۔ وہ دوسرا پتھر دکاندار کی کونہ میں ایک معمولی کانٹا ہے اور وہ کبھی پیچھے پر اسے نہیں گھسیٹتا، کیونکہ وہ بے قدر ہے۔ مگر جس پتھر کی اُس کی نظر میں قدر زیادہ ہو، وہ اس کی سطحوں کو زیادہ محنت سے تراشتا ہے۔

تو خدا کے نزدیک عزیز ہے۔ اسی سبب وہ تجھے بار بار آزماتا ہے، مگر اُس سے بھلائی ہی نکلے گی، اور تُو فضل کے ساتھ چمکے گا، اور جگمگانے گا، اور ایسی درخشانی پائے گا جو اور طرح تجھے معلوم نہ ہوتی۔ تیری مصیبت تجھ میں صبر پیدا

کرے گی، اور صبر تجربہ، اور تجربہ امید، اور امید تجھے شرمندہ نہ کرے گی، کیونکہ خُدا کی محبت تیرے دل میں اُنڈیلی گئی ہے۔

تو نفع بخش بازار میں سودا کر رہا ہے۔ کوئی سود ایسا بھاری نہیں جیسے مصیبت کا نفع۔ دُکھ کے سیاہ جہاز فضل کے موتیوں سے لدے ہوئے واپس آتے ہیں۔ پس خاطر جمع رکھ۔ اپنے بھائی یوسف کی سختی کو قبول کر۔ تجھے غالب آنا ہی ہوگا اور تُو غالب آئے گا۔ مگر اب مجھے اپنی دُھن بدلنی چاہیے۔

—متن پر ہمارا اگلا مشاہدہ یہ ہے کہ جب خُداوند اپنے بندوں کے ساتھ سختی کرتا ہے

II

۔ وہ عموماً اُسی وقت اُنہیں راہ کے لیے توشہ بھی عطا کرتا ہے۔

تاکہ وہ اُس کی سختی کو برداشت کرنے اور اُن سب مشکلات کو سہنے کے قابل ہوں جن میں سے گزرنے کے لیے وہ بُلانے گئے ہیں۔

تم دیکھتے ہو کہ یوسف نے شمعون کو قید میں ڈال دیا اور اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ نہایت سختی کی، تو بھی اُنہیں اُن کی بوریاں غلہ سے بھری ہوئی دیں، اور بوروں کے دہانوں میں چاندی رکھ دی، اور پھر تیسری برکت کے طور پر اُنہیں راہ کا توشہ بھی بخشا۔ کبھی کوئی خُدا کا فرزند آزمائش میں سے نہیں گزرتا بغیر اس کے کہ اُس کے لیے وقتِ ضرورت میں خاص توشہ مہیا نہ کیا گیا ہو۔

پر یہ توشہ کیا ہے؟ اے عزیز بھائیو، مختلف حاجتوں کے مطابق مختلف توشے ہیں۔ کبھی خُدا کا فرزند مصیبت کے نیچے الہی محبت کے نہایت عجیب احساس سے معمور ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے، ”آہ! وہ مجھ سے کیسی محبت رکھتا ہے۔“ ایک صدمہ دوسرے کے بعد آتا ہے۔ شوہر مر جاتا ہے، بچہ دفن ہوتا ہے، مال و دولت برباد ہوتی ہے۔ تو بھی وہ عزیز بچہ کہتا ہے، ”میں نہ رو سکتا ہوں نہ شکوہ کرسکتا ہوں، کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ خُدا مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ میں نہیں جانتا یہ کیونکر ہے، پر وہ محبت ایسی تازہ اور قوی میری جان پر ہے کہ اُس نے میرے غموں کو ڈھانپ لیا ہے اور میرے دکھوں کی کاٹ کو لے ڈالا ہے۔“

اور میں کہتا ہوں کہ کوئی چیز مصیبت کے نیچے ایک جان کو اتنی سہارا نہیں دے سکتی جتنی کہ وہ محبتِ خُدا جو رُوح القدس کی معرفت ہمارے دلوں میں اُنڈیلی گئی ہے۔ یہ جانتا کہ میرا باپ سب دیکھ رہا ہے اور سب کو محبت سے، اور میری ہی خاص محبت سے، ترتیب دے رہا ہے۔ آہ! یہ کمر کو اتنا مضبوط بنادیتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی مصیبت کو سہ لے اور پھر بھی تھکے نہ۔

کبھی کبھی خُدا کے بندے فضل کے عہد کے خوشنما نظارے سے غذا پاتے ہیں۔ میں نے کچھ ایسے دیکھے ہیں جو اپنی مصیبتوں میں کلام کے عمیق حقائق کو ایسے سمجھے جیسے پہلے کبھی نہ سمجھے تھے اور پھر داؤد کے ساتھ کہہ سکتے تھے، ”گو میرا گھر خُدا کے ساتھ ایسا نہیں، تو بھی اُس نے میرے ساتھ ابدی عہد باندھا ہے، جو سب باتوں میں ٹھیک اور ثابت ہے۔“ اور جب وہ اُس عہد کی بخششوں، اُس کی یقینیت، اور اُس کی ابدی فطرت پر نگاہ کرتے ہیں، تو اُن کی جانیں ایسی سرور اور فرحت سے لبریز ہوجاتی ہیں کہ وہ فقر، یا درد، یا جو کچھ بھی سختی اُن کا آسمانی یوسف اُن پر لادے، اُس سب کو مات دے دیتے ہیں۔

دوسرے خُدا کے لوگ اپنے دُکھوں میں اُس بہتر مُلک کے نظارے سے سہارا پاتے ہیں جو یردن کے پار ہے۔ آہ! ایسے مقدسین رہے ہیں جو بیماری کے بستر پر لیٹے ہوئے اپنی اذیت یا مرض کو بمشکل محسوس کرتے تھے، کیونکہ اُنہیں اُس بہتر مُلک کے ذائقوں میں لذت ملی۔ شہیدوں کو سنا گیا کہ جلتی ہوئی شاخوں کو گلزارِ گلاب کہتے تھے۔ اور کبھی تو یہ سوال سا اُٹھتا کہ کیا وہ واقعی دُکھ سہتے بھی تھے؟ جسمانی درد تو ضرور تھا، مگر مسیح کے ساتھ جلد ملنے کی فرحت نے اُنہیں اوپر اُٹھا لیا، اور اُن کا جلتا ہوا الاؤ اُنہیں اپنے محبوب کے پاس لے جانے کے لیے آگ کا رتھ سا بن گیا۔

یقیناً اُن کے ساتھ سختی کی گئی، پر اُنہیں ایسا توشہ ملا کہ وہ سختی بھول گئے اور ناقابلِ بیان خوشی اور جلال سے معمور ہو کر مسرور ہوئے۔ بے شک راہی کٹھن راہ پر بھی تیز قدم اُٹھائے جب اُس کا گھر سامنے اتنا قریب نظر آ رہا ہو۔ نئے یروشلیم کے —چمکتے مینار، ابدی آرام، سبزہ زاروں کے میٹھے میدان، اور لذت کی نہریں

، آہ! کاش ہم بھی وہاں کھڑے ہوں جہاں موسیٰ کھڑا تھا“
—اور اُس منظر کو دیکھیں

نہ یردن کی ندی اور نہ موت کا سرد سیلاب
”ہمیں اُس کنارہ سے ڈرائے۔“

اے نیک خُداوند! جیسے چاہے ہمیں سختی سے برتو، پر اگر یہ چاندی ہمارے بورے کے دہانے میں ہے، اور یہ توشہ راہ میں ہے، تو ہم خوب راضی رہیں گے۔

کبھی خُداوند اپنے لوگوں کو اپنی ہی سختی کے نیچے اُن کے گزشتہ تجربوں کی یاد سے سہارا دیتا ہے۔ ”اے میرے خُدا، میری جان میرے اندر جھک گئی ہے، اِس لیے میں تجھے یاد کروں گا یردن کی سرزمین سے اور حرمون کے پہاڑوں سے اور مصر کی پہاڑی سے۔“ ماضی میں خُدا کی وفاداری ایسی روشن طور پر یاد آئی کہ خُدا کا فرزند شک کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔ خُدا کی محبت کی شہادت اُس کی جان میں ایسی تازہ اور زور آور تھی کہ اُس نے پکارا، ”اگرچہ وہ مجھے قتل کرے، تو بھی میں اُس پر توکل رکھوں گا۔ وہ مجھ پر جو چاہے کرے، پر میں جانتا ہوں کہ اپنی سچائی میں اُس نے مجھے دکھ دیا ہے۔“ اور وہ یہ —نغمہ سُننا تھا جو ہزاروں نقرئی گھنٹیاں اوپر، نیچے، چاروں طرف بجاتی تھیں

،کیونکہ اُس کی رحمت ابد تک قائم رہے گی“
”ہمیشہ وفادار، ہمیشہ یقینی۔“

آہ! شیطان جہنم کا نقارہ جتنا زور سے بجا لے، اور آفت آسمان سے، زمین سے، جہنم سے اکٹھی آجائے —جب تک ہم جانتے ہیں کہ خُدا کی رحمت ابد تک قائم ہے، ہمارا منہ ہنسی سے بھرا رہے گا اور ہم خُداوند کے نام میں فخر کریں گے۔

مقدسین کو راہ میں یہ توشہ بھی ملا ہے کہ اپنے دُکھوں میں انہوں نے مسیح کے بڑے دُکھوں کو دیکھا ہے۔

،میں کیوں فقر یا تکلیف پر شکوہ کروں“
آزمائش یا درد پر؟ اُس نے مجھے اس سے کم نہ بتایا تھا؛
نجات کے وارث، جیسا کہ میں اُس کے کلام سے جانتا ہوں
ضرور بڑی مصیبت کے وسیلہ اپنے خُداوند کے پیچھے چلیں گے۔
وہ پیالہ کتنا تلخ تھا، کوئی دل اُس کا اندازہ نہ کرسکا
جسے اُس نے بالکل پی لیا تاکہ گنہگار جئیں؛
میرا راستہ اُس کے راستے سے نہایت آسان ہے؛
”کیا میرا خُداوند مسیح دُکھ سہہ گیا اور میں شکوہ کروں؟“

—مصلوب کے قدموں کا نظارہ بار بار بہتے ہوئے آنسو روک دیتا ہے، اور خُدا کا فرزند مُسرور ہو کر مقدس حیرت میں گاتا ہے

،مسیح مجھے کسی تاریک کمرہ سے نہیں لے جاتا“
جس میں سے وہ پہلے نہ گزرا ہو؛
جو اِس بادشاہت میں آتا ہے
”ضرور اسی دروازے سے داخل ہوتا ہے۔“

یوں میں اور بھی دکھا سکتا ہوں کہ خُداوند کیسی کیسی بخششیں راہ میں دیتا ہے، پر وقت مجھے اجازت نہیں دیتا۔ درحقیقت میرا بیان تجھے پانے میں کچھ مددگار نہیں۔ آہ! خُدا کے فرزند، میں یہ بات تیرے دل کے قریب رکھتا ہوں اور رُوح القدس تجھے اس سے تسلی بخشے۔ تُو کبھی سفر پر بغیر توشے نہ بھیجا جائے گا، اور کبھی لڑائی پر اپنے خرچ سے نہ بھیجا جائے گا۔ اگر خُداوند تجھے آزماتا ہے، تو کبھی تیری طاقت سے زیادہ نہ ہوگا، کیونکہ وہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی بنائے گا تاکہ تُو اُسے سہہ سکے۔

وہ تجھ سے سختی سے برتاؤ کرسکتا ہے، پر وہ تیرا بورا بھرے گا۔ وہ سخت کلام کرسکتا ہے، پر وہ تیرے بورے کے دہانے میں چاندی ڈالے گا۔ وہ تیرا شمعون تیرے سامنے باندھ لے گا، پر وہ راہ کا توشہ دے گا یہاں تک کہ تُو اُس نیک مُلک میں پہنچے جہاں تجھے اور توشہ کی حاجت نہ ہوگی، بلکہ بڑہ ہمیشہ تیرے ساتھ ہوگا، اور تُو اُس کے ساتھ۔

تیسرا سبق جو ہم اس سے اخذ کرتے ہیں یہ ہے کہ اگرچہ کبھی خُداوند اپنے لوگوں کے ساتھ سختی سے برتاؤ کرتا ہے، بلکہ اور —سب سے زیادہ سختی اُن کے ساتھ ہی کرتا ہے، تو بھی

- بالآخر وہ انہیں سب سے اچھا حصہ دیتا ہے۔

یہی اُس کے بھائی تھے جن سے یوسف نے سختی سے کلام کیا، پر یہی وہ تھے جن کی گردن پر وہ بعد میں گرا اور رویا۔ یہی وہ تھے جنہوں نے اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر دیے۔ یہی وہ تھے جن سے اُس نے کہا، ”میں تمہیں زندہ رکھوں گا۔“ یہی وہ تھے جن کے لیے اُس نے رتھ بھیجے تاکہ انہیں نیچے لے آئے اور کہا، ”اپنے اسباب کی فکر نہ کرنا، کیونکہ تمام مُلک مصر تمہارا ہے۔“ یہی وہ تھے جنہیں اُس نے فرعون کے حضور پیش کیا اور کہا، ”دیکھ میرا باپ اور میرے بھائی۔“ وہ نہایت فضل یافتہ ہوئے اور گوشن کی سرزمین میں بسے اور انہیں آرام ملا۔

اے خُدا کے فرزند، جلد ہی تیرے لیے سب سے اچھا حصہ ہوگا۔ بلکہ اب بھی تُو ہی وہ ہے جسے مسیح اپنے بھائی کہلانے کے لائق جانتا ہے۔ تُو ہی وہ امت ہے جس کے حق میں لکھا ہے کہ وہ اُس کے لیے عزیز ہے۔ تُو ہی وہ لوگ ہے جن کے لیے مسیح نے دُعا کی، کیونکہ اُس نے کہا، ”میں دُنیا کے لیے دُعا نہیں کرتا بلکہ اُن کے لیے جو تُو نے مجھے دُنیا میں سے دیے ہیں تاکہ وہ ایک ہوں۔“ تُو ہی وہ لوگ ہے جن کے لیے سب باتیں مل کر بھلائی پیدا کرتی ہیں۔

تم میں سے جتنے خُداوند یسوع پر ایمان لائے اور نجات کے لیے اُس پر آرام کرتے ہیں، خواہ تمہاری راہ سخت اور کانٹوں بھری ہو، تم ہی وہ لوگ ہو جن کے لیے خُدا آپ سردار ہے، جن کے لیے اُس کا بادل کا سٹون اور آگ کا سٹون رہنمائی ہے، اور جن کے لیے ابدی آرام اور دائمی میراث ہے۔ پس دلیر رہو۔

تمہارا وہ مال جو اُنندہ کے لیے رکھا ہے ایسا ہے کہ تم فقر پر مسکرا سکتے ہو۔ تمہارا وہ آرام جو آنے والا ہے ایسا ہے کہ تم اُس محنت کو حقیر جان سکتے ہو جس کے سبب پسینے سے روٹی کھانی پڑتی ہے۔ تمہارا وہ جلال جو آنے والا ہے ایسا عظیم ہے کہ تم اپنی غربت اور رسوائی کو بھول سکتے ہو۔ تمہارا مسیح کے ساتھ ہونا ایسا نہایت بابرکت اور الہی سعادت مند ہوگا کہ تم کچھ دیر کے لیے اُس کی سخت باتیں برداشت کر سکتے ہو۔

ہمیشہ خُداوند کے ساتھ
”آمین، ایسا ہی ہو۔“

اور جب ایسا ہوگا، جب تم ہمیشہ خُداوند کے ساتھ ہوگے، اگر شرمندہ ہو سکتے تو تم شرمندہ اور خجل ہوتے کہ کیوں کبھی بڑبڑائے، یا کیوں کبھی اُس مہربان اور فضل کرنے والے خُدا کے خلاف شکایت کا خیال دل میں لائے، جس نے سب باتوں کو تیرے فائدہ اور اپنی جلال کے لیے بہترین طور پر مرتب کیا۔ یہ خیال تجھے تسلی دے، اے تُو جو دبلا اور پست دل ہے، اور تُو اپنی راہ خوشی سے چلتا جائے۔

اور جو مسیح پر کبھی بھروسا نہ رکھتے، جب میں یہ باتیں بیان کرتا ہوں تو میرا دل خون ہوتا ہے کہ میں اُن سے کچھ نہ کہہ سکتا ہوں، کہ میں انہیں نہ بتا سکتا ہوں کہ یہ تسلی بخش باتیں اُن کی بھی ہیں۔ اُہ! اے بے ایمان، تُو آسمانی شراکت کا بیگانہ اور اجنبی ہے۔ تیرے لیے کوئی برکت نہیں، نہ اب، نہ اُنندہ۔ تُو کیوں بے ایمان رہتا ہے؟ تُو کیوں لاپرواہ اور بے خُدا اور بغیر مسیح کے رہتا ہے؟

مجھے امید ہے کہ خُداوند تیرے لیے محبت کے ارادے رکھتا ہے۔ اپنے گناہوں کو چھوڑ دے، کیونکہ یا تو تجھے اُنہیں چھوڑنا ہوگا یا ہلاک ہونا ہوگا۔ نجات دہندہ پر بھروسا کر۔ اُس کے خون اور راستبازی پر ہی تکیہ کر، کیونکہ کوئی اور راستبازی کبھی تیرا کچھ کام نہ دے گی۔ پر اگر تُو اپنی جان اُس پر ڈال دے تو تجھ پر ہمیشہ کے لیے بھلائی ہوگی۔ خُدا کرے کہ ہم سب اُس دن کو، جب ہمارا خُداوند یسوع مسیح ظاہر ہوگا، اُس کے وفادار بھائی پائے جائیں۔ ایسا ہی تم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرجن

متی 12-1:15؛ 29-13:7

آیت 13۔ تنگ دروازہ سے داخل ہو۔

یہ بہت ناپسندیدہ ہے۔ بڑے لوگ تجھ کو بڑی آزادی اور کشادگی کی سفارش کریں گے۔ مگر تُو تنگ دروازہ سے داخل ہو۔

آیت 13۔ کیونکہ چوڑا ہے وہ دروازہ اور وسیع ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت سے ہیں جو اُس میں سے داخل ہوتے ہیں۔

یہ دستور آج کے زمانہ میں بے وقعت ٹھہرتا ہے، پر یقین رکھ کہ جس خُداوند نے ہم کو یہ دیا ہے، اُس نے اُسے سب زمانوں کے لیے ٹھہرایا ہے۔ وہی چیز جو تنگ دکھائی دیتی ہے، جو تجھ سے انکارِ نفس مانگتی ہے—وہی جو جسم کی خواہش کے خلاف

ہے—وہی جو آنکھوں کو دلکش اور حواس کو لذیذ نہیں دکھائی دیتی—اُسی کے پیچھے چل۔ ”تنگ دروازہ سے داخل ہو۔“ تُو اِس طرف زیادہ خطا نہ کرے گا۔

یہ تیرے لیے میزان ہو۔ وہ وعظ جو تجھے گناہ میں ڈھیل دے—وہ تعلیم جو خُدا کے کلام کے معیار کو گرا دے اور تجھے مسیح کی تعلیم سے زیادہ اپنی عقل کو سرانے پر مائل کرے—اُسے دور پھینک۔ چاہیں تو اور لوگ اُس کو لے لیں۔ ”تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ چوڑا ہے وہ دروازہ اور وسیع ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت سے ہیں جو اُس میں سے داخل ہوتے ہیں۔“

آیت 14۔ کیونکہ تنگ ہے وہ دروازہ اور سکڑا ہوا ہے وہ راستہ جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور تھوڑے ہیں جو اُسے پاتے ہیں۔ یہ آج بھی ایسا ہی ہے۔ دراصل کوئی اُسے نہیں پاتا جب تک فضل اُسے نہ پائے۔ وہی جس نے یہ دروازہ بنایا ہے گمراہ بھیڑ کے پیچھے جاتا ہے اور اُسے اُس دروازہ سے لاتا ہے۔ وہ کبھی اپنی مرضی سے اُسے نہ چُنتے۔

آیت 15۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ کچھ لوگ سب نبیوں کو عزت دیتے ہیں۔ ”کیا یہ بڑا رُتبہ نہیں؟ کیا نبی خُدا کی طرف سے بھیجا ہوا آدمی نہیں؟“ ہاں، اور اِسی سبب جھوٹے بھی ہیں جن کو خُدا نے کبھی نہ بھیجا۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔

آیت 15۔ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں مگر باطن میں پہاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔

وہ بالکل بھیڑ جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بالکل چرواہے جیسے نظر آتے ہیں، مگر وہ صرف لباس ہے۔ محض ریاکار بکری ہے جو بھیڑ کے لباس میں ہے۔ پر جھوٹا نبی بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا ہے، کیونکہ وہ زیادہ نقصان کر سکتا ہے اور خُدا کی کلیسیا کو بہت زیادہ ضرر پہنچاتا ہے۔

آیت 16۔ اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچانو گے۔ یہ ضرور اُن کے اعمال میں ظاہر ہوں گے۔ اگرچہ تمہارے پاس علم الہیات نہ ہو کہ تعلیم کو پرکھ سکو، تو بھی سب سے سادہ لوگ اُن کے اعمال سے پرکھ سکتے ہیں۔ ”اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچانو گے“—جو جلد یا بدیر نمایاں ہوں گے۔

آیت 16۔ کیا لوگ کانٹوں میں سے انگور یا اُونٹکٹاروں میں سے انجیر توڑتے ہیں؟ کیا تُو نے کبھی کانٹے کی جھاڑی پر انگور کا خوشہ دیکھا؟ انگور اور انجیر شیریں پھل ہیں، اور پاکیزہ زندگی، حقیقی پرستش، خُدا سے رفاقت—یہی وہ چیزیں ہیں جو خُدا کو اور نیک مردوں کو پسند ہیں۔ پر یہ جھوٹی تعلیم سے پیدا نہیں ہوتیں۔ یہ جھوٹے نبیوں میں دیکھی نہیں جاتیں۔ ایسے نبی ان چیزوں کو حقیر جانتے ہیں۔ وہ دنیوی طریقوں اور دنیوی رنگریلیوں کی جگہوں کے شائق ہیں۔ مگر خُدا کے بندے ایسے نہیں۔

آیات 17-19۔ ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے لیکن خراب درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا اور نہ خراب درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ آخرکار یہی نتیجہ ہے۔ وہ چاہے اپنے پتوں سے سب کو متاثر کرے، مگر کلہاڑا تیز ہو رہا ہے اور آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔

آیت 20۔ پس اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچانو گے۔ تم اُنہیں جھال سے یا شاخوں کی پھیلاؤ سے، یا پتوں کی بریالی سے، یا بہار کے پھولوں کی خوبصورتی سے نہیں پرکھ سکتے۔ ”اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچانو گے۔“ نجات دہندہ یہاں ہمیں نہایت ضروری تنبیہ دیتا ہے، تاکہ ہم دھوکا نہ کھائیں۔ کیونکہ ایسے ہیں جو اپنے گناہوں سے دھوکے میں ہیں اور جھوٹے نبیوں سے دھوکا کھاتے ہیں، جو شیطان کے بہترین کارندے ہیں۔

آیت 21۔ جو کوئی مجھ سے کہے اے خُداوند، اے خُداوند، وہ سب آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ وہ تعلیم میں بالکل صحیح تھے۔ اُنہوں نے یسوع کو ”خُداوند“ کہا۔ وہ اُس کی الوہیت پر ایمان رکھتے تھے۔ بظاہر وہ نہایت دیندار تھے۔ وہ اُس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ نہایت اصرار اور تضرع کرتے تھے۔ وہ بار بار پکار کر کہتے تھے ”اے خُداوند، اے خُداوند۔“ پر ”جو کوئی مجھ سے کہے اے خُداوند، اے خُداوند وہ سب آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔“ بیرونی اعتراف، خواہ کتنا ہی درست ہو—دعویٰ، خواہ کتنا ہی صحیح ہو، کافی نہیں۔

آیت 21۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر عمل کرتا ہے۔ اے عزیزو! ہم میں پاکیزگی ہونا لازمی ہے، کیونکہ پاکیزگی کے بغیر کوئی خُداوند کو نہ دیکھے گا۔ آسمانی باپ کی مرضی کو جاننا نہیں، بلکہ اُس پر عمل کرنا انتخاب کا نشان ہے۔ اگر خُدا کا فضل ہم میں داخل ہوا ہے، تو ہم بھی نبیوں کی مانند اپنے پھلوں سے پہچانے جائیں گے۔ اور اگر ہم اپنے آسمانی باپ کی مرضی پر عمل نہیں کرتے تو اُس آسمان میں داخل نہ ہوں گے جہاں وہ ہے۔

آیت 22۔ اُس دن بہت سے مجھ سے کہیں گے، اے خُداوند، اے خُداوند، کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہ کی؟ ہاں، بلعام نے بھی کی۔ کیا ساؤل بھی نبیوں میں نہ تھا؟ پھر بھی نہ بلعام مقبول ہوا نہ ساؤل، بلکہ وہ ردّ کیے گئے۔ ”کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہ کی؟“ آدمی واعظ ہو سکتا ہے، فصیح واعظ بھی، اُس کی منادی پر کچھ برکت بھی ہو سکتی ہے، پھر بھی وہ ابد تک ردّ ہو سکتا ہے۔

آیت 22۔ اور تیرے نام سے بدروحوں کو نہ نکالا؟ ہاں، ایک نے بدروحوں کو نکالا اور وہ خود بدروح تھا، یعنی یہوداہ اسکریوتی، جس نے اُس کو پکڑوایا۔ وہ نکلا اور مسیح کے نام سے معجزے کیے—اور پھر مسیح کو چند روپے میں بیچ دیا۔

آیت 22۔ اور تیرے نام سے بہت سے عجیب کام نہ کیے؟ ہاں، اور ہم بھی بہت سے عجیب کام کر سکتے ہیں اور پھر بھی عجیب طور پر دھوکا کھا سکتے ہیں۔ یہ عجیب کام نہیں—بلکہ پاک کام ہیں۔ وہ اعمال نہیں جو آدمیوں کو حیران کریں بلکہ وہ جو خُدا کو پسند آئیں، یہ روح میں فضل کا ثبوت ہیں۔

آیت 23۔ تب میں اُن سے صاف کہہ دوں گا، میں نے تمہیں کبھی نہ پہچانا۔ اے بدکارو، مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ میں نے کبھی تمہارے ساتھ کچھ واسطہ نہ رکھا۔ تم میرے ساتھ کبھی رفاقت میں نہ تھے۔ میں نے ”کبھی تمہیں نہ جانا۔“ اگر مسیح کسی کو ایک بار جان لے تو وہ اُسے کبھی نہ بھولے گا۔ مگر وہ فرمائے گا ”میں نے تمہیں کبھی نہ پہچانا۔ اے بدکارو، مجھ سے دُور ہو جاؤ۔“

اے کاش ہم کبھی یہ ہولناک جملہ نہ سنیں اُس دن جب مسیح آئے گا۔ اور پھر بھی ہم واعظ ہو سکتے ہیں۔ ہم معجزہ کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ ہم مسیح کی نظر آنے والی کلیسیا میں مشہور ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی وہ کہہ سکتا ہے ”میں نے تمہیں کبھی نہ پہچانا؛ اے بدکارو، مجھ سے دُور ہو جاؤ۔“ یہ نہایت سنجیدہ باتیں ہیں۔ انہیں اپنے دل میں بٹھا لو۔

آیت 24۔ پس جو کوئی میری یہ باتیں سنتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے، میں اُس کو اُس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہراؤں گا جس نے اپنا گھر چٹان پر بنایا۔

اُن باتوں پر عمل کرنا ہی چٹان پر بنانا تھا۔ تُو سن سکتا ہے اور صرف اپنی سزا بڑھا سکتا ہے، مگر جو کچھ تُو سنتا ہے اُس پر عمل کرنا اچھا بنیاد رکھنا ہے۔ اُس آدمی نے اپنا گھر چٹان پر بنایا۔ اِس سے وہ مصیبتوں سے آزاد نہ ہوا۔ ہرگز نہیں۔

آیت 25۔ اور مینہ برسنے لگا اور سیلاب آئے اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکرائیں۔ جہاں بھی تُو بنائے، مصیبتیں آئیں گی۔ اگر تُو خُدا کا فرزند ہے تو تجھے ضرور مصیبتیں آئیں گی۔ ”مسیحی آدمی شاذ و نادر ہی آرام میں رہتا ہے۔“ آسمان کا راستہ اکثر کٹھن ہے اور اُس پر ڈاکو، شیر، دیو اور ہر طرح کے دشمن ہیں۔ وہ گھر چٹان پر بنایا گیا تھا۔ مگر مینہ برسنے لگا، سیلاب آئے اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکرائیں۔

آیت 25۔ اور وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ کیا یہ جلالی بات نہیں؟ ”اور وہ نہ گرا۔“ پھر جتنا زیادہ مینہ، جتنا زیادہ سیلاب، جتنی زیادہ آندھی، اتنا ہی گھر کی بنیاد اور اُس کی پائیداری کی تعریف ہوئی۔ ”وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔“ اے کاش خُدا نے ہمیں زندگی میں مقدس بنا دیا ہو تاکہ ہم وہ کریں جو مسیح نے وعظ کیا، خصوصاً یہ پہاڑی وعظ جس کا یہ اختتام ہے، تو پھر ہمیں زندگی یا موت کی سب ”مصیبتوں سے کچھ خوف نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کہا جائے گا ”وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔“

آیات 26-27۔ اور جو کوئی میری یہ باتیں سنتا ہے اور اُن پر عمل نہیں کرتا، وہ اُس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہرایا جائے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسنے لگا اور سیلاب آئے اور آندھیاں چلیں۔ کیونکہ بیوقوف بھی مصیبت میں پڑتے ہیں۔ تُو جتنا بڑا بیوقوف ہو اتنی ہی بڑی مصیبت تجھے ہو گی۔ ”شریر کو بہت دکھ سہنا“ پڑے گا۔ جو گھر ریت پر بنے ہیں اُن کی بھی آزمائش ہوگی۔ ”اور مینہ برسے لگا اور سیلاب آئے اور آندھیاں چلیں۔“

آیت 27۔ اور اُس گھر پر ٹکرائیں اور وہ گر پڑا اور اُس کا گرنا بڑا ہی سخت تھا۔ کیونکہ وہ کبھی پھر کھڑا نہ ہو سکا۔ وہ ایک بار ہمیشہ کے لیے ڈھ گیا۔ آدمی زندگی میں ناکام ہو کر پھر کوشش کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ مگر اگر تیری جان کی دیوالیہ پن آ گیا تو تُو ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا۔ ”وہ گر پڑا اور اُس کا گرنا بڑا ہی سخت تھا۔“ اُن پر یقین نہ کر جو کہتے ہیں کہ جان کو کھونا چھوٹی بات ہے، جو کبھی مٹنے یا پھر بحالی سے درست ہو جائے گی۔ یہ سب ”جھوٹ ہے۔ حقیقت یہی ہے—“وہ گر پڑا اور اُس کا گرنا بڑا ہی سخت تھا۔

آیات 28-29۔ اور جب یسوع نے یہ باتیں ختم کیں تو لوگ اُس کی تعلیم پر متعجب ہوئے۔ کیونکہ وہ انہیں ایسا تعلیم دیتا تھا جیسے صاحب اختیار اور نہ جیسے فقیر۔

اُس نے اِس عالم ربّی یا اُس حکمت والے کی سند پیش نہ کی—یا یہ نظریہ اُن کی سوچ کے لیے نہ رکھا—بلکہ اُس نے سچائی

کہی اور سچائی کو دلوں پر اثر ڈالنے دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ بہت سے رد کریں گے، کیونکہ یہ اُن کے لیے موت کی خوشبو سے موت ہوگی۔ پر یہ بھی جانتا تھا کہ کچھ اُسے قبول کریں گے، جنہیں اُس نے ہمیشہ کی زندگی کے لیے مقرر کیا ہے، اور اُن کے لیے یہ زندگی کی خوشبو سے زندگی ہوگی۔ اُو ہم اپنے آسمانی استاد کی مثال پر چلیں اور دلیری سے ویسا ہی بولیں جیسا ہمیں بولنا چاہیے۔

مَتّی 12:1-15

آیات 1-2۔ اُس وقت یسوع کے پاس یروشلم کے فقیہ اور فریسی آنے اور کہنے لگے، ”تیرے شاگرد بزرگوں کی روایت کیوں توڑتے ہیں؟ کیونکہ وہ روٹی کھاتے وقت ہاتھ نہیں دھوتے۔“

یہ بلاشبہ ایک نہایت عجیب بات تھی، مگر اُن کو یہ ایک بڑا گناہ دکھائی دیا۔ ”وہ روٹی کھاتے وقت ہاتھ نہیں دھوتے“—گویا خُدا کے احکام کافی نہ تھے، بلکہ آدمیوں نے اپنی شریعتوں سے ہم پر بوجھ ڈالنا ضروری سمجھا۔ اور اکثر وہی لوگ جو یہ دیکھ کر بھی رنجیدہ نہ ہوں گے کہ ہم خُدا کے حکم توڑتے ہیں، اپنی وضع کی ہوئی رسموں کو ٹوٹتے دیکھ کر سخت صدمہ کھاتے ہیں، اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اُن کی اپنی باتیں اُن کو خُدا کی باتوں سے زیادہ عزیز ہیں۔

آیات 3-6۔ مگر اُس نے جواب میں اُن سے کہا، ”تم بھی اپنی روایت سے خُدا کے حکم کو کیوں توڑتے ہو؟ کیونکہ خُدا نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر، اور جو باپ یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور مارا جائے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ جو کوئی اپنے باپ یا ماں سے کہے، جو کچھ تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا ہے وہ خُدا کے لیے نذر ہے، وہ اپنے باپ کی عزت نہ کرے تو بھی جائز ہے۔“ یوں تم نے اپنی روایت کے سبب سے خُدا کے حکم کو باطل کر دیا۔

وہ شخص کہتا تھا، ”میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے منت مانی ہے کہ فلاں رقم کنیسہ یا ہیکل کو دوں گا، اِس لیے تمہیں نہیں دے سکتا۔“ اور اگر وہ یہ جواز پیش کرتا کہ اُس نے اُسے نذر کے طور پر دے دیا ہے تو وہ اپنے ماں باپ کی خدمت سے آزاد ٹھہرتا۔ ”پس،“ مسیح نے فرمایا، ”تم نے اپنی روایت کے سبب خُدا کے حکم کو باطل کر دیا۔“ ”اے ریاکارو“—ہمارا نجات دہندہ سب سے زیادہ حلیم ہے، پر اُس نے کس صاف گوئی سے کلام کیا اور کس دیانتداری سے ریاکاری کی مذمت کی۔

آیات 7-9۔ ”اے ریاکارو! یسعیاہ نے تمہارے حق میں خوب پیشین گوئی کی کہ یہ قوم زبان سے میرے نزدیک آتی ہے اور ہونٹوں سے میری تعظیم کرتی ہے لیکن اُن کا دل مجھ سے دُور ہے۔ لیکن وہ بے فائدہ میری عبادت کرتے ہیں کیونکہ آدمیوں کے احکام کو تعلیم دے کر عقیدہ بناتے ہیں۔“

اب خُدا ہمیں اِن دو عیوب سے بچائے۔ پہلا یہ کہ صرف ظاہری عبادت پر قناعت کریں۔ جب تک دل کی پرستش نہ ہو، مذہبی رسوم یا عبادت کے سب ظاہری کام بے معنی ہیں۔ دراصل یہ ریاکاری ہے کہ زبان اور گھٹتے سے خُدا کے نزدیک آئیں جب دل اُس کے پاس نہ ہو۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ آدمیوں کے احکام کو عقیدہ بنا کر سکھایا جائے۔ جو کچھ صاف طور پر کلام مقدس میں نہیں سکھایا گیا اُس کا کسی ضمیر پر کوئی جبر نہیں، اور وہ رسوم و مراسم جو پاک کتاب میں نہ ملیں اُن کو ایجاد کرنا بُرائی ہے۔ ہمیں احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر ہمارے پاس مسیح کے صاف حکم کی شہادت نہ ہو تو ہماری تعلیم اور ہمارے کام رُوح خُدا کو رنجیدہ کریں گے، اُس کی عزت نہ کریں گے۔ چاہے ہمارا ارادہ کچھ بھی ہو، ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم خُدا کی پرستش اُس کی مرضی کے خلاف کریں۔ اگر کریں تو وہ پرستش نہ ہوگی اور نہ اُس کے نزدیک مقبول۔

آیات 10-11۔ اور اُس نے بھیڑ کو بلا کر اُن سے کہا، ”سنو اور سمجھو: جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی“ لیکن جو چیز منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔

اور اُس نے بھیڑ کو بلا کر کہا، جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی“—یعنی جو کھاتا یا پیتا ہے—”بلکہ“ جو چیز منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔“ یعنی جو کچھ وہ کہتا ہے—اصل بات وہی ہے۔

آیت 12۔ تب اُس کے شاگرد اُس کے پاس آ کر بولے، ”کیا تُو جانتا ہے کہ فریسی یہ بات سن کر ٹھوکر کھا گئے؟ کچھ مہربان دوست ہمیشہ واعظ کی فکر کرتے ہیں کہ کہیں وہ کسی کو ٹھوکر نہ دلائے، اور بڑی نرمی سے آ کر کہتے ہیں، ”کیا تُو جانتا ہے کہ فریسی یہ بات سن کر ٹھوکر کھا گئے؟“